بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

محترم مفتی صاحب دامت برکاتہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید کہ خیریت سے ہوں گے، آپ اچھی طرح سے واقف ہیں کہ موجودہ کورونا وائرس (Corona Virus) کی تباہ کاری سے پوری دنیا متأثر ہوئی، زندگی کا کوئی شعبہ اس سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، لاکھوں لوگ لقمۂ اجل بن چکے، معیشت پوری طرح تباہ ہو چکی، اس بیماری کا علاج سوائے لاک ڈاؤن کے کچھ نہ ہونے کی وجہ سے ملک میں چوتھا لاک ڈاؤن نافذ کر دیا گیا۔

سرکاری و پرائیویٹ ادارے، ملازمتی مراکز، جامعات و مدارس، مساجد و مکاتب، تجارتی منڈیاں اور دیگر معاشی سرگرمیاں معطل ہو کر رہ گئیں، روزانہ کمانے کھانے والے لوگ فقر و فاقہ پر مجبور ہو گئے، ملازمین کو ان کی ملازمتوں سے فارغ کر کے بلا تنخواہ چھٹیوں پر بھیج دیا گیا، رمضان المبارک میں مساجد اور مدارس کے چندے نہیں ہو سکے، اور اب عید بعد اہلِ مدارس ان غیر یقینی حالات میں مدرسوں کو کب کھولا جائے، اور مدرسین و ملازمین کی تنخواہوں کو کس طرح ادا کریں، اس فکر کو لے کر کافی پریشان ہیں، اسی پس منظر میں ایک سوال یہ ہے کہ:

موجودہ لاک ڈاؤن کے زمانے میں مدرسین، ائمہ و مؤذنین اور دیگر ملازمین کی تنخواہوں کا حکمِ شرعی کیا ہے؟

کیا مالکوں، مدرسوں اور مسجدوں کے ذمہ داروں پر اُن کی تنخواہوں کی ادائیگی واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: ابوعبداللہ محمد ابن محمد شیخ

الجواب وباللہ التوفیق: فقہ اسلامی میں اجیر و ملازم کی دو قسمیں بیان کی گئیں:

(۱) اجیر خاص۔ (۲) اجیر مشترک۔

اجیر خاص اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو متعین وقت میں ایک ہی آدمی کا کام کرتا ہو۔

اور اجیر مشترک اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو مختلف لوگوں کا کام کرتا ہو، جیسے درزی، سونار، لوہار، دھوبی وغیرہ۔

اجیر خاص متعلقہ مقام پر تسلیمِ نفس (اپنے آپ کو سپرد کر دینے) اور حاضر رہنے سے اُجرت و تنخواہ کا حق دار ہوتا ہے، خواہ وہ کام کرے یا نہ کرے، جس کے لیے اسے ملازم رکھا گیا۔

اور اجیر مشترک کام کو پورا کرنے کے بعد اُجرت کا حق دار ہوتا ہے۔(۱)

اجیر و ملازم کی اِن دونوں قسموں کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ سرکاری و پرائیویٹ اداروں، مدارس و مساجد کے ملازمین و مدرسین اور ائمہ و مؤذنین کے کام اور ذمہ داریوں کے اوقات معلوم و متعین ہوتے ہیں، اس لیے وہ ان اوقات میں اجیر خاص ہیں، اور متعینہ و مقررہ اوقات میں متعلقہ مقامات پر اپنے آپ کو سونپ دینے اور حاضر رہنے سے یہ لوگ اُجرت و تنخواہ کے حق دار ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ تعطیلات جو معروف ہیں، مثلاً؛ سالانہ دو ماہ کی تعطیلات، بقرعید اور ششماہی کی تعطیلات اور پورے سال میں بطور کیجول (Causal) ملنے والی تعطیلات، اسی طرح سے وہ باتنخواہ تعطیلات جو بوقتِ عقد اجارہ بطورِ شرط کے طے کی گئی ہوں۔ ان تعطیلات کی

تنخواہوں کے بھی وہ حق دار ہیں۔

اب جب کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے ان حضرات کی طرف سے نہ تسلیمِ نفس ہے اور نہ کوئی کام کاج (خواہ وہ لاک ڈاؤن یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ہی ہو)، تو ضابطۂ شرعیہ کے رُو سے وہ لاک ڈاؤن کے زمانے کی تنخواہوں کے حق دار نہیں ہیں۔ اور نہ اداروں، مالکوں، مدرسوں اور مسجدوں کے ذمہ داروں پر ان کی تنخواہوں کی ادائیگی واجب ہے۔

لیکن اداروں، مالکوں، مدرسوں اور مسجدوں کے ذمہ داروں کا ان ملازمین، مدرسین اور ائمہ ومؤذنین سے ایک دوسرا تعلق بھی ہے، جسے ہم رابطہ (Contact) کہتے ہیں، اور وہ یہ کہ ملازمین کی وجہ سے ہی اداروں، فیکٹریوں، تجارتی منڈیوں وغیرہ کی باغ و بہار ہے۔ اور یہی لوگ ہمہ قسم خدمات وسروسیز (Services) انجام دیتے ہیں، اگر وہ نہ ہوں تو تمام سرگرمیاں سرد پڑ جائیں، اور ہر طرف ویرانیاں اور اُداسیاں چھا جائیں، اور رفتارِ زندگی رُک جائے۔

اسی طرح تعلیمی اداروں میں مدرسین؛ تعلیم وتربیت کا اہم ستون ہیں، اگر وہ نہ ہوں، تو یہ تعلیمی ادارے اپنے کاز ومشن کو انجام نہیں دے سکتے۔

ٹھیک اسی طرح ائمہ ومؤذنین؛ جہاں مسجدوں کے منبر ومحراب کی زینت ہیں، وہیں اجتماعی عبادتوں کی انجام دہی میں ایک اہم وبنیادی ضرورت ہیں؛ اس لیے مصیبت کی اِن گھڑیوں میں ان سے کلی طور پر لاتعلقی اور برأت کا اظہار کردینا، شرعاً، عقلاً اور اخلاقاً کسی بھی طرح معقول ومناسب نہیں ہے۔ اس لیے لاک ڈاؤن کے زمانے میں تبرعاً واحساناً انہیں ان کی تنخواہیں دے دینی چاہیے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات:

''تمہارے غلام، ماتحت اور نوکر چاکر تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارا دستِ نگر بنایا ہے، پس جس شخص کے ماتحت اُس کا بھائی ہو، اُسے چاہیے کہ وہ جو خود کھائے اُسے کھلائے، وہ جو پہنے اُسے پہنائے، اور اس سے اس کے بس کے باہر کا کام نہ لے، اور اگر لیا تو خود اس کی مدد کرے۔'' (۲)

''جو شخص اس دنیا میں کسی مسلمان کی کسی مصیبت کو دور کردے گا، اللہ پاک کل قیامت کے دن، قیامت کی مصیبتوں میں سے اُس کی کسی مصیبت کو دور کردیں گے۔'' (۳)

''اللہ پاک بندے کی مدد ونصرت فرماتے رہتے ہیں، جب تک کہ وہ کسی اور بندے کی مدد ونصرت میں لگا رہتا ہے۔'' (۴)

''پورے دین کا خلاصہ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی وہمدردی ہے۔'' (۵)

کا تقاضا یہی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ تبرع واحسان کے طور پر ان ملازمین، مدرسین، ائمہ ومؤذنین کو کتنی تنخواہ دی جانی چاہیے؟

تو اُس میں یہ بات ملحوظ رکھی جائے کہ:

جن اداروں کے مالکوں، اور مدارس ومساجد کے ذمہ داروں کو مالی وسعتیں حاصل ہیں، اور وہ پوری تنخواہ دینے کی قدرت رکھتے ہیں، تو انہیں چاہیے کہ وہ پوری پوری تنخواہ دیں۔

جن کے پاس مالی وسعتیں کم ہیں، وہ اپنی حیثیتوں کے مطابق ۷۵/فی صد، یا ۵۰/فی صد تنخواہ دیں۔

اور جن کے پاس مالی وسعت بالکل ہی نہیں ہے، تو ان کے ملازمین، مدرسین اور ائمہ ومؤذنین کے لیے سماج ومعاشرے کے وہ

افراد آگے آجائیں، جنہیں اللہ پاک نے مال ودولت سے نوازا ہے، اور وہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں، کیوں کہ اللہ رب العزت کا یہ حکم ہے: ’’تم اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو، جیسے اللہ پاک نے تمہیں مال ودولت دے کر تمہارے ساتھ احسان کا معاملہ فرمایا ہے۔‘‘(۶)

خلاصۂ جواب یہ ہے کہ لاک ڈاؤن کے زمانے میں ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی شرعاً وقضاءً واجب تو نہیں، البتہ دیانۃً واحساناً دے دینا چاہیے۔

والحجة على ما قلنا :

(۱) ما في " الدر المختار مع الشامية " : (الأجراء على ضربين : مشترک وخاص ، فالأول من يعمل لا لواحد) كالخياط ونحوه (أو يعمل له عملاً غير مؤقت) . [در مختار] . وفي الشامية : قوله : (من يعمل لا لواحد) قال الزيلعي : معناه من لا يجب عليه أن يختص بواحد عمل لغيره أو لم يعمل ... والثاني وهو الأجير (الخاص) ويسمى أجير وحد وهو من يعمل لواحد ، عملا مؤقتاً بالتخصيص . (در مختار) . وفي الشامية : قال العلامة الشامي رحمه الله تعالى : قوله : (لواحد) أي لمعين واحدا أو أكثر ، قال القهستاني : لو استأجر رجلان أو ثلاثة رجلا لرعي غنم لهما أو لهم خاصة كان أجير خاصاً .... قوله : (عملاً مؤقتاً) خرج من يعمل لواحد من غير توقيت كالخياط . (۹/ ۸۱ ، كتاب الإجارات ، مطلب أجير خاص)

ما في " الدر المختار مع الشامية " : (ولا يستحق المشترک الأجر حتى يعمل كالقصار ونحوه) كفتال وحمال ودلال وملاح . [در مختار] . وفي الشامية : قوله : (حتى يعمل) لأن الإجارة عقد معاوضة فتقتضي المساواة بينهما ، فما لم يسلم المعقود عليه للمستأجر لا يسلم له العوض والمعقود عليه هو العمل أو أثره على ما بينا ، فلا بد من العمل . زيلعي .

(۹/۸۸، مبحث للأجير المشترک ، ط : بيروت) (الفقه الإسلامي وأدلته : ۵/۳۸۴۷ ، البحث الخامس)

ما في " الفتاوى التاتار خانية " : والأجير الخاص من يستحق الأجر بتسليم النفس وبمضي المدة ، ولا يشترط العمل في حقه لاستحقاق الأجر ، وبعضهم قالوا : الأجير المشترک من يتقبل العمل من غير واحد ، والأجير الخاص من يتقبل من واحد . اهـ . (۱۵/ ۲۸۱ ، كتاب الإجارة ، الفصل الثامن والعشرون في بيان حكم الأجير الخاص والمشترک ، ط : مكتبه زكريا ديوبند الهند)

(امداد الفتاویٰ:۶/۳۵۶،فتاویٰ مظاہر علوم:ص/۱۷۳،فتاویٰ حبیبیہ:۲/۱۶۶،فتاویٰ احیاء العلوم:ص/۳۲۰)

(کتاب الفتاویٰ:۵/۴۰۲،فتاویٰ معاصرہ:ص/۱۶۴) (فتاویٰ اشاعت العلوم اکل کوا[غیر مطبوعہ]:فتویٰ نمبر:۲۴۲۔رج:۳)

(۲) ما في " صحيح البخاري " : .... " إخوانكم خولكم جعلهم الله تحت أيديكم فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه مما يأكل ، وليلبسه مما يلبس ، ولا تكلفوهم ما يغلبهم فإن كلفتموهم فأعينوهم " . (رقم : ۳۰)

(۳) ما في " صحيح البخاري " : عن عبد الله بن عمر أن رسول الله ﷺ قال : " المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة " . الحديث . (۱/ ۳۳۰ ، أبواب المظالم ، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه ، صحيح مسلم : ۲/ ۳۲۰ ، كتاب البر والصلة ، باب تحريم الظلم ، الرقم : ۲۵۸۰ ، مشكوة المصابيح : ص/ ۴۲۲، كتاب الآداب ، باب الشفقة والرحمة على الخلق ، الرقم : ۴۹۵۸)

ما في " الصحيح لمسلم " : عن أبي صالح عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " من نفّس عن مؤمن كُربةً من كُرَبِ الدنيا نفّس الله عنه كُربةً من كُرَبِ يوم القيامة ".. . الحديث . (۲۰۷۴/۴ ، ط : الحلبي)

(۴) ما في " الصحيح لمسلم " : عن أبي صالح عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " والله في عون العبد ما كان العبد

في عون أخيه" .... الحديث . (۲۰۷۴/۴ ، ط : الحلبي)

(۵) مـا فـي " جـامـع الترمذي " : عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : " الدين النصيحة " ثلاث مرار ، قالوا : يا رسول الله ! لمن ؟ قال : لله ولكتابه ولأيمة المسلمين وعامتهم " . (۱۴/۲ ، أبواب البر والصلة ، باب ما جاء في النصيحة)

(صحيح مسلم : ۵۴/۱،كتاب الإيمان ، باب بيان أن الدين النصحية)

(٦) ما في " القرآن الكريم " : ﴿وأحسن كما أحسن الله إليک﴾. (سورة القصص :۷۷)

وما في " القرآن الكريم " : ﴿هل جزاء الإحسان إلا الإحسان﴾ . (سورة الرحمن : ٦٠)

مـا فـي " سـنن أبي داود " : عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ : " من صنع إليكم معروفاً فـكـافـئـوه فـإن لـم تجدوا ما تكافئو به فادعوا له حتى تروا أنكم قد كافأتموه " . (ص/۲۳۵ ، كتاب الزكاة ، باب عطية من سأل بالله ، سنن النسائي : ۲۷٦/۱، كتاب الزكاة ، من سأل بالله)

مـا فـي "عون المعبود " : قوله : ومن صنع إليكم معروفاً أي أحسن إليكم إحساناً قولياً أو فعلياً فكافئوه أي أحسنوا إليه مثـل مـا أحسـن إليكم لقوله تعالى : ﴿هل جزاء الإحسان إلا الإحسان﴾. [سورة الرحمن : ٦٠] وقال تعالى : ﴿وأحسن كما أحسن الله إليک﴾. [سورة القصص:۷۷] . (۵۴/۵ ، باب عطية من سأل بالله) فقط

والله أعلم بالصواب

كتبه العبد : محمد جعفر ملی رحمانی

خادم الإفتاء : جامعه اسلاميه اشاعت العلوم اكل كوا

مهاراشترا ، الهند